www.KitaboSunnat.com

سُنّت

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

مرتبہ: عبدالغفار حسن

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ
۵ جناح کالونی لائل پور

بلاک بنانے والے: حاجی اینڈ کمپنی کچہری بازار۔ لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

…به "المنبر" کی پہلی پیشکش

اسلامی قانون

مصنفہ مولانا امین احسن اصلاحی

اسلامی قانون ماہر — اور بصیرت قرآنی میں ممتاز عالم دین مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی یہ تصنیف وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرے گی آج جبکہ پاکستان اور دوسری اسلامی دنیا تعمیر و ترقی کے لئے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے یہ کتاب بفضلہ تعالی راہ نمائی کا حق ادا کر دے گی

اس اہم کتاب میں درج ذیل عنوانات پر مولانا نے بحث کی ہے

عنوانات

- انسانی اور اسلامی قانون میں فرق
- اسلامی قانون میں حرکت و ارتقا
- اسلامی قانون کے ماخذ
- اسلامی قانون کی تدوین
- عصر حاضر میں اجتہاد کی اہمیت

(زیر طبع)

منیجر مکتبہ "المنبر"

پوسٹ بکس نمبر ۱۰۱ لائل پور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت

قرآن حکیم کی روشنی میں

احسن شیخ
مصطفےٰ آباد
لاہور ۱۵

www.KitaboSunnat.com

عبدالغفار حسن

المکتبۃ الرحمانیہ
۹۹۔۔۔ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....

عطیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصدِ تالیف

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا تخیل جس طرح ملت اسلامیہ میں انتشار و خلفشار کا باعث بنا ہے، اسی طرح انکار سنت کا شوشہ بھی اپنے نتائج کے لحاظ سے کچھ کم خطرناک نہیں ہے۔

اول الذکر نانہ سازوحی کے ذریعہ دینی عقائد و احکام میں تغیر و تبدل کا موجب بنتا ہے تو آخر الذکر خود ساختہ مطلق العنان اجتہاد" کی بناء پر شریعت اسلامیہ کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔

یہاں "مرکز ملت" کو دین میں ترمیم و تنسیخ کے وہی اختیارات حاصل ہیں جو جعلی وحی کی بناء پر مدعیان نبوت اپنے لئے مخصوص سمجھتے رہے ہیں۔

پہلے فتنہ کی سرکوبی کے لئے تقریباً ساٹھ ستر سال سے قلم و زبان سے جہاد ہوتا رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ اس کے نتائج امید افزا ظاہر ہوئے ہیں، اب یہ دوسرا فتنہ تقریباً ۲۰-۲۵ سال سے مسلمانوں کے جدید طبقہ میں نشوونما پا رہا ہے۔ اس کے خلاف متعدد اہل علم نے قدم اٹھایا ہے لیکن نئی پود کو اس قسم کے فتنوں سے بچانے کیلئے ضرورت ہے کہ اس موضوع پر مثبت اور منفی دونوں صورتوں میں مزید ٹھوس، سنجیدہ، علمی لٹریچر فراہم کیا جائے۔

اسی مقصد کے پیش نظر یہ مختصر مقالہ جو ۱۹۵۵ء میں رسالہ ترجمان القرآن لاہور اور مقام رسالت کراچی میں شائع ہوا تھا، ضروری حذف و اضافہ کے ساتھ کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

واللہ ولی التوفیق و نعم المولیٰ و نعم النصیر

۲۵ اگست ۶۱ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس مقالے میں قرآنی آیات سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی شریعت کا دوسرا ماخذ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ سنت وحی کی ایک مستقل قسم ہے اس کے بغیر نہ تو قرآن مجید کا صحیح فہم حاصل ہو سکتا ہے اور نہ اسلام کی شاہراہ پر انسان ایک قدم چل سکتا ہے۔

اصل مضمون کے آغاز سے پہلے چند بنیادی امور کی وضاحت ضروری ہے

(۱) سنت کا مفہوم | سنت کے اصطلاحی معنی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل، تقریر (تقریر کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو لیکن آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا ہو)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی تھے اور رسول بھی جیسا کہ قرآن میں ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (سورہ کہف) کہہ دیجئے میں تمہارے جیسا انسان ہی ہوں (فرق اتنا ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے لیکن آپ کے رسول ہونے کی حیثیت غالب تھی آپ کے ہر قول و فعل کو اسی حیثیت سے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ہاں جس جگہ اس امر کا واضح قرینہ موجود ہو کہ آپ کا یہ مشورہ یا فعل منصب رسالت کی حیثیت سے نہ تھا وہاں اس کی نوعیت واجب الاطاعت سنت کی نہ ہوگی۔

(۳) منکرین سنت صرف قرآن کو دلیل راہ قرار دینے کے باوجود اختلاف و انتشار سے نہ بچ سکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خیال کے حامی حلقہ میں بھانت بھانت کی بولیاں بولی جارہی ہیں اور پراگندہ خیالی کے نئے نئے نمونے سامنے آرہے ہیں۔ ذیل میں ان کی ایک دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

(الف) آج سے ساٹھ ستر سال قبل غیر منقسم ہندوستان میں آواز اٹھی کہ قرآن، تمام اصول و فروع اور کلیات و جزئیات پر مشتمل ہے ہمیں کسی مسئلہ میں قرآن سے باہر استفادہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔
جب ان سے دریافت کیا گیا کہ اگر واقعی قرآن میں تمام اصول و جزئیات کا بیان موجود ہے تو بتایئے کہ قرآن مجید میں گدھے کی حرمت کا کہاں ذکر ہے اس گروہ کی طرف سے جواب ملا کہ قرآن میں ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا (سورہ جمعہ) اس آیت میں بے عمل علماء یہود کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس طرح یہودی علماء اپنے شرک اور فاسقانہ زندگی کی بناء پر ناپاک قرار دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح اس تشبیہ کی بناء پر گدھا بھی ناپاک اور حرام ہوگا۔
اس کے جواب میں حامیان سنت نے کہا کہ قرآن میں ہے اولئک کالانعام بل ھم اضل یعنی یہ مشرکین مویشیوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ اس آیت کی بناء پر اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (شبہات الذی انکر السنۃ (ماہنامہ ضیاء السنۃ ج ۱ عدد ۳ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۱ء) اس قسم کی مضحکہ خیز تاویلات سے بچنے کے لئے اب مذہب انکار سنت ایک دوسرے روپ میں نمودار ہوا۔
(ب) اس دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ قرآن میں صرف اصول و کلیات کا ذکر ہے۔ باقی رہیں جزئیات تو ان کو ہر دور کا مرکز ملت طے کرتا رہے گا۔ ان حضرات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا یہ بھی ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں خود مرکز ملت تھے اور آپ کی اطاعت اسی حیثیت سے امت پر واجب تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد ضروری نہیں ہے کہ آپ کے اسوہ حسنہ کو مشعل راہ بنایا جائے۔

اس مسلک کی رو سے نماز اور زکوۃ کی ان تمام تفصیلات و جزئیات میں ردّ و بدل کیا جا سکتا ہے جن پر اب تک تیرہ سو سال سے امت کا تعامل چلا آرہا ہے۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

اگر یہ ثابت بھی کر دیا جائے کہ فلاں روایت یقینی طور پر سچی ہے تو بھی اس سے مفہوم یہ ہوگا کہ حضور کے زمانہ مبارک میں دین کے فلاں گوشہ پر کس طرح عمل کیا گیا تھا۔ اگر ہمارے زمانے کا مرکز حکومت قرآنی سمجھے کہ اس عمل میں کسی ردو بدل کی ضرورت نہیں تو اسے علی حالہ رائج کردے اور اگر سمجھے کہ ہمارے زمانہ کے "اقتضاآت" اس میں ردّو بدل چاہتے ہیں تو اس میں ردو بدل کردے۔" (مقام حدیث ج ۱ ص۱۶ شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام)

"جن امور کی تفصیل قرآن نے خود نہیں بیان کی ان کی تفصیل قرآنی اصولوں کی روشنی میں از روئے بصیرت متعین کی جائے گی۔ یہی رسول اللہ نے کیا اور ہمارے لئے بھی ایسا کرنا منشائے قرآنی کے مطابق اور سنت رسول اللہ کے عین مطابق ہے، اس باب میں اخلاق، معاملات اور عبادات میں کوئی تفریق و تخصیص نہیں"۔ (مقام حدیث ج ۱ ص۲۲)

یہ گروہ بھی ذہنی انتشار میں مبتلا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ سنت کا وہ حصہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ جو قرآن کے مطابق ہو، کبھی کہا جاتا ہے کہ قرآن اور سنت کے درمیان مطابقت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ذیل کے اقتباسات سے یہ ذہنی انتشار و اختلاف واضح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پرکھنے کا معیار قرآن ہے

(الف) طلوع اسلام پہلے دن سے اس حقیقت کا اعلان کرتا چلا آرہا ہے کہ اس کے نزدیک صحیح اور غلط کا معیار (خواہ وہ احادیث ہوں یا کسی اور کے اقوال و اعمال اور آراء و خیالات) قرآن کریم ہے۔ جو بات قرآن کے مطابق ہو اسے ہم صحیح مانتے ہیں جو اس کے خلاف ہو اسے غلط سمجھتے ہیں۔ ماہنامہ طلوع اسلام دسمبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۲۵)

اس عبارت میں قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور افراد امت کے اقوال و اعمال کو ایک ہی سطح پر رکھا گیا ہے۔

حدیث پرکھنے کے لئے قرآن بھی معیار نہیں

(ب) مثلاً قرآن میں ہے اتوا الزکوٰۃ یہ اصولی حکم ہے۔ حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ کے معنی ہیں کہ اڑھائی فیصدی کو نہ دو فیصدی کیا جا سکتا ہے، نہ تین فیصدی۔ گویا قرآن کے حکم سے مراد اڑھائی فیصدی ہے اس میں رد و بدل کر دینے سے دین کی نفی ہو جاتی ہے، آپ فرمائیے کہ اس حدیث کے متعلق کس طرح فیصلہ کیا جائے کہ صحیح ہے یا غلط؟ آپ کہتے ہیں کہ جو حدیث قرآن کے مطابق ہو، اسے صحیح مان لیا جائے لیکن یہاں تو یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اڑھائی فیصدی قرآن کے مطابق ہے یا خلاف۔ اب فرمائیے کہ ہمارے پاس وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے ہم یقینی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غلط (مقام حدیث ج ۲ صفحہ ۳۲۸)

(ج) آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ حدیث کے پرکھنے کے معاملہ میں یہ اصول بھی کام نہیں دے سکتا یہی وہ مقام ہے جہاں اقرار و انکار حدیث کا سوال پیدا ہوتا ہے یعنی اقرار حدیث والے کہتے ہیں کہ قرآن کے اصولی احکام کی وہی جزئیات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مک

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی حیثیت رکھتی ہیں جو رسول اللہ نے بیان فرمادیں، ان میں ذرا سا رد و بدل بھی دین کی نفی ہے۔ انکار حدیث والے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ ایسا ہے ہی نہیں جس سے یہ معلوم کیا جا سکے کہ فلاں جزئیات فی الواقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائی تھیں۔ مقام حدیث ج ۲ صفحہ ۳۴۴

یہاں یہ امر بھی وضاحت طلب ہے کہ حدیث کا انکار کس بناء پر ہے آیا اس بناء پر کہ ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہی نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں جزئیات فی الواقع خود متعین فرمائی تھیں یا اس وجہ سے کہ اصولی طور پر قرآن کے علاوہ کسی دوسری جگہ چیز کو مشعل راہ بنایا ہی نہیں جا سکتا؟

ایک اور ذہنی انتشار مذکورہ بالا اقتباس میں اس گروہ نے خود اپنے آپ کو "انکار حدیث والے" کا لقب دیا لیکن دوسری جگہ ارشاد ہے۔

(د) "منکرِ حدیث کے لفظی معنی ہیں۔ حدیث کا انکار کرنے والا" ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص ہے جو حدیث کے وجود کا انکار کرے، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص ہے جو حدیث کے وجود کا انکار کرے خود طلوع اسلام کے پاس حدیث کی کتابوں کی بڑی بڑی ضخیم جلدیں موجود ہیں (مقام حدیث ج ۲ صفحہ ۳۸۶)

اس خیال آرائی کو درست تسلیم کر لیا جائے تو سوامی دیانند کو بھی منکر قرآن نہیں کہا جا سکتا، اس کے پاس بھی مترجم قرآن اور تفسیر کی ضخیم جلدیں موجود تھیں۔

(ه) "ہمیں منکرین حدیث کی بابت معلوم نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا کیا کہنا ہے۔" (ماہنامہ طلوع اسلام نومبر ۵۳ء)
لیکن یہ راز بھی ایک گھر کے بھیدی نے فاش کر دیا ہے کہ منکرین حدیث کون ہیں۔

"جب سے حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی ہے اسی وقت سے اہل علم کی ایک جماعت ایسی ہوتی چلی آئی ہے جو اس کی دینی حیثیت سے منکر رہی یعنی انکار کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث کے وجود یا اس کی حقیقت ہی کو نہیں جانتے یا اس کو بالکل جھوٹ جانتے ہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ اس کو دینی حجت نہیں تسلیم کرتے۔" (مطالعہ حدیث صفحہ ۲۵ مضمون منکرین حدیث از حافظ اسلم صاحب جیراج پوری)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ذہنی انتشار اور فکری خلفشار کے دو شاہکار سامنے آتے ہیں۔

(الف) قرآن، حدیث کے پرکھنے کا معیار ہے بھی اور نہیں بھی۔

(ب) منکرِ حدیث ہونے کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی

یہ دماغی عدم توازن نتیجہ ہے سنت کے انکار کا اور سرمایہ حدیث کو عجمی سازش قرار دینے کا، سنت سے دامن اس لئے چھڑایا گیا تھا کہ انتشار و اختلاف سے محفوظ رہا جائے لیکن صورت حال یہ ہے کہ انکار سنت کی بناء پر اختلاف و انتشار میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

باقی رہا یہ انکشاف کہ اہل علم کی ایک جماعت تدوین حدیث کے زمانہ سے حدیث کی منکر ہوتی چلی آئی ہے یہ سراسر مغالطہ آمیزی ہے آخر معلوم تو ہو یہ کونسے اہل علم تھے جنہوں نے خیر القرون میں انکار حدیث کا علم بلند کیا تھا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) سنت اور قرآن

یہ تفصیلات تین اجزاء پر مشتمل ہیں۔
(الف) خود قرآن سے اس امر کا ثبوت
کہ قرآنی آیات کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوتا رہتا تھا
جس کو اہل علم کی اصطلاح میں وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔
(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سیرت طیبہ کے ماخذ
شریعت اور مدار نجات ہونے پر قرآن حکیم کی محکم شہادتیں۔
(ج) اُن آیات کی صحیح تفسیر و تاویل جن کو سنت کے انکار کے سلسلے میں بطور
حجت پیش کیا جاتا ہے۔

وحی خفی کا ثبوت

(۱) وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ (پ ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

اور نہیں بنایا تھا ہم نے اس قبلہ کو جس پر آپ تھے مگر اس لئے کہ
ہم ظاہر کر دیں (چھانٹ دیں) اس کو جو رسول کی پیروی کرتا ہے
ان لوگوں سے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتے ہیں۔

اس آیت میں لفظ جَعَلْنَا بتلا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی ابتدائی زندگی میں خدا کے حکم سے ہی بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا تھا لیکن یہ حکم قرآن میں کہیں نہیں ملتا۔ ظاہر ہے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کی رہنمائی فرمائی تھی۔

(۱) اس آیت کے جواب میں منکرین سنت کے ایک ترجمان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی بجائے بیت المقدس کی طرف کسی غیر قرآنی وحی کی بناء پر نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ بھی قرآن کے ایک ارشاد کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمیں تھی، قرآن میں حضرت اسحاق، یعقوب، یوسف اور دوسرے انبیاء کرام کے ذکر کے بعد آنحضور کو حکم ہوا ہے فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (سورہ انعام آیت ۸۳ تا ۹۰ پ ۷) یعنی آپ ان کی ہدایت کی اقتداء کیجئے۔ ظاہر ہے کہ ان انبیاء کا قبلہ بیت المقدس تھا اس لئے آپ نے اس کو اپنا قبلہ قرار دیا۔"

لیکن اس موقع پر یہ سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ ان محوّلہ بالا آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر بھی سب سے پہلے موجود ہے۔ اور حضرت اسماعیل کا بھی تذکرہ ہے آخر ان کے تعمیر کردہ کعبہ کی طرف رُخ کرنے کی بجائے بیت المقدس کو کس بناء پر ترجیح دی گئی؟

ترجیح کی وجہ قرآن میں مذکور نہیں۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کی یہ رہنمائی وحی خفی کے ذریعہ کی گئی تھی۔ فبھداھم اقتدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء سابقین کی اقتداء کا حکم دیا جا رہا ہے حالاں کہ ان کو گذرے ہوئے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال بیت چکے ہیں اب اگر ان انبیاء کرام کی رحلت کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی اقتداء و اتباع لازمی تھی تو قیامت تک آنے والے انسانوں پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا واجب کیوں نہ ہوگی۔ اس نکتہ کو سمجھ لینے کے بعد یہ مغالطہ بے نقاب ہو جاتا ہے کہ رسول کی اطاعت صرف اس کی زندگی تک محدود ہے، عربی میں اطاعت کے معنے ہیں زندہ کی فرمانبرداری" اسلامی نظام ص۲۰

حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ اور دوسرے انبیاء کرام بھی تو اپنے زمانہ کے "مرکز ملت" ہی ہوں گے۔ آخر ان کی اقتدا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں حکم دیا جا رہا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کا بودا پن محسوس کرتے ہوئے اب اس آیت کی دوسری تاویل کی گئی ہے۔

"اس آیت میں کنت" کے معنے "تو تھا" نہیں اس کے معنے ہیں "تو ہے" یعنی ہم نے وہ قبلہ جس پر تو ہے اس لئے مقرر کیا ہے تا دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔" ماہنامہ طلوع اسلام اپریل ۱۹۶۱ء

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں کنت کے معنے "تو ہے" ہونا چاہئے تب بھی یہ استدلال اپنی جگہ قائم رہتا ہے ۔ قرآن مجید سے یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ تحویل قبلہ عملاً واقع ہوئی تھی اب سوال یہ ہے کہ مدینہ کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں کس قرآنی حکم کی بناء پر آپ نے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا تھا ؟

ظاہر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنی خواہش یا دوسروں کی خواہشات کی اتباع میں تو ایسا کر نہیں سکتے تھے۔ قرآن میں آپ کا ارشاد یہ بتلایا گیا ہے ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ ۔ میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے (سورہ انعام پ) پھر یہ نماز جیسی اہم عبادت کا معاملہ تھا اس لئے اس بارے میں کسی لچک یا تسامح کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا ۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ وہ کونسی وحی تھی جس کی اتباع کرتے ہوئے آپ نے پہلے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا ؟

(۲) ۔ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ (سورہ تحریم آیت ۳ ۔

اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی پھر اس (بیوی نے وہ بات)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اس (بیوی کے طرز عمل سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا تو آپ نے اس بات کا کچھ حصہ بتلا دیا اور کچھ سے اعراض کیا پھر جب آپ نے اس بات کی بیوی کو خبر دی تو اس نے کہا آپ کو کس نے خبر دی۔ آپ نے کہا مجھے علیم و خبیر نے آگاہ کیا ہے۔

اس آیت میں اظهره الله علیه اور نبأنی العلیم الخبیر یہ دو جملے زیر نظر مسئلے میں قابل غور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کس طرح ظاہر کیا، علیم و خبیر کے اطلاع دینے کی نوعیت کیا تھی۔ اس کی تفصیل قرآن میں ہمیں نہیں ملتی۔ ماننا پڑے گا کہ قرآن کے علاوہ وحی کی کوئی دوسری شکل بھی تھی جسے یہاں اظهره الله علیه اور نبأنیَ العلیم الخبیر سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

اس دلیل کے جواب میں پہلے تو یہ کہا گیا کہ "اس سے کیسے ثابت ہو گیا کہ حضور نے فرمایا تھا کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے کیا اس سے یہ مفہوم نہیں کہ مجھے اس نے خبر دی ہے جس کو اس راز کی علم و آگاہی ہو گئی تھی؟"

ظاہر ہے کہ یہ تاویل و توجیہ انتہائی کمزور ہے اس کے بودے پن کو محسوس کرتے ہوئے فوراً کہا گیا کہ "میں اس مفہوم پر اصرار نہیں کرتا اور تسلیم کیے لیتا ہوں کہ العلیم الخبیر سے مراد اللہ تعالیٰ ہی ہیں لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ خدا نے یہ اطلاع بذریعہ وحی دی تھی۔ مثلاً سورہ مائدہ میں ہے۔ اور جو تم شکاری جانوروں کو سکھلاتے ہو تم انہیں اس علم کے ذریعے سکھاتے ہو جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔

یا علم الانسان مالم یعلم۔ انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ قلم کے ذریعے سکھایا، یا مثلاً سورہ بقرہ میں کاتب کے بارے میں فرمایا کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ خلاصہ یہ ہے کہ ان آیات میں کہیں بھی عَلَّمَ سے مراد وحی نہیں ہے اسی طرح عورتوں کے بارے میں فرمایا جب وہ پاک ہو جائیں تو فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ان کے پاس جاؤ جس طرح اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ یہاں حکم دینے سے مراد فطری حکم ہے نہ کہ شرعی ۔۔۔ انتہا ملخصاً

یہ تاویل بھی کوئی وزن نہیں رکھتی۔ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ حقیقی مفہوم کو چھوڑ کر مجازی معنے یا نسبت وہیں مراد لی جا سکتی ہے جہاں حقیقی معنیٰ کی سرے سے گنجائش ہی نہ ہو اور مجازی مفہوم مراد لینے کیلئے واضح قرینہ موجود ہو اگر اس قاعدہ کو تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا۔

جتنی بھی آیات پیش کی گئی ہیں ان میں مجازی مفہوم کے لیے واضح قرینہ پایا جاتا ہے یعنی ان آیات میں مخاطب عام مسلمان ہیں یا عام انسان ہیں۔ ظاہر کہ ان سب پر تو وحی نازل نہیں ہوتی اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ یہاں عَلَّمَ اور اَمَرَ کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف مجازی طور پہ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو وحی کا نزول ہوتا تھا اس لئے یہاں اس قسم کی تاویل بالکل بے محل اور بے بنیاد ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانے اور تعلیم دینے کا ذکر آیا ہے۔ وہاں شرعی تعلیم مراد ہے یا فطری مثلاً ارشاد باری تعالےٰ ہے وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا سورہ نساء آیت ۱۱۳، اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور اس نے آپ کو سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ سب اللہ کا آپ پر فضل عظیم ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس آیت میں بھی فطری تعلیم مراد ہے تو یہ مقام تو ہر ایک انسان کو حاصل ہے پھر "فضلِ عظیم" کے کیا معنے ہوئے ؟

اس کی بعینہٖ مثال قرآن مجید میں لفظ "وحی" کے استعمال کی ملتی ہے یہ لفظ جہاں کہیں غیر انبیاء کے بارے میں استعمال ہوا ہے وہاں اس سے فطری الہام یا اس سے کوئی ملتا جلتا مفہوم مراد ہے، مثلاً ایک مقام پر ارشاد ہے واوحیٰ ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا "اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف تاکہ پہاڑ سے گھر بنائے"

اس آیت میں شہد کی مکھی کی طرف وحی کے نزول کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ یہاں فطری رہنمائی مراد ہو سکتی ہے نہ کہ وحی رسالت لیکن زیر بحث آیت وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ میں اظهرہ اللہ اور نبّانی العلیم الخبیر سے مراد شرعی وحی مراد لینے میں کوئی مانع موجود نہیں ہے اس لئے یہاں مجازی مفہوم لینا کسی طور بھی صحیح نہیں ہے۔ اس سورت میں مذکورہ آیت سے قبل متعدد افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ مثلاً فرمایا (الف) یا ایها النبی لم تحرم مَا اَحَلَّ اللہ لك یہاں حلال ٹھہرانے سے مراد شرعی طور پر حلال ٹھہرانا ہے نہ کہ کچھ اور ؟

(ب) آیت ۲ میں فرمایا قد فرض اللہ لکم تحلة ایمانکم یہاں بھی فرض اللہ سے شرعی فرض مراد ہے نہ کہ فطری اب یہ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک ہی سیاق و سباق اور ایک ہی واقعہ میں اَحَلَّ اور فَرَضَ سے شرعی احلال اور شرعی فرض مراد لیا جائے اور اظهرہ اللہ اور نبانی العلیم الخبیر میں شرعی یعنی وحی رسالت کی بجائے کوئی دوسرا مجازی مفہوم لے لیا جائے اور کمال یہ ہے کہ اس دعوے پہ نہ کوئی قرینہ اور نہ کوئی دلیل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن فہمی کا یہ عجیب شاہکار ہے۔

(۳) اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (پ۲۹ سورۃ القیامۃ)

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ قرآن مجید کی جمع و ترتیب کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وہ نہیں ہے جو نزول کے وقت اختیار فرمائی گئی تھی۔

نیز یہ بھی امر واقع ہے کہ قرآن کی موجودہ جمع و ترتیب کی شکل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق ظہور میں آئی تھی۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی قرآنی حکم کی بنا پر تنزیلی ترتیب کو بدلا گیا تھا یا اس کی کوئی دوسری نوعیت تھی۔ ظاہر ہے کہ قرآن میں اس بارے میں کوئی حکم موجود نہیں ہے اب آیت اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ کی روشنی میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب وحی خفی (سنت) کی رہنمائی سے وجود میں آئی ہے۔

۴۔(الف) وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا پ۶۔ مائدہ ۵۸) اور جب تم نماز کی طرف (بلانے کے لئے) اذان دیتے ہو تو وہ (مشرکین) اسے کھیل کود بنا لیتے ہیں۔

(ب) اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۲۸ (سورۃ الجمعہ) جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا (اذان) دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ ان دونوں آیات میں نماز جمعہ اور عام نمازوں کے لئے (ندا) اذان کا ذکر کیا گیا ہے لیکن قرآن میں اس بارے کوئی حکم یا کسی قسم کی تفصیلات نہیں ملتیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہاں وحی خفی کے ذریعہ آپ کی رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

۵۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ پ۲ع سورۃ البقرہ
اس آیت سے قبل بیان ہوا ہے کہ اگر خوف کی حالت ہو تو نماز جیسے ممکن ہو پڑھ لو پیادہ ہو یا سواری پر۔ اب اس آیت میں ارشاد ہو رہا ہے۔ جب امن کی صورت ہو تو اللہ کو یاد کرو یعنی نماز پڑھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو تعلیم دی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تعلیم قرآن میں تو ہے نہیں۔ لا محالہ ماننا پڑے گا کہ سنت میں نماز کے بیان کردہ نقشہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اور اس کا ذریعہ وحی خفی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۶) وضو کا حکم ۶ھ میں نازل ہوا تھا، جیسا کہ سورہ مائدہ میں ارشاد ہے، یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم یعنی ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے اور ہاتھ دھو لیا کرو۔

لیکن نماز کا حکم مکی زندگی میں دیا گیا تھا۔ جیسا کہ سورہ مزمل میں یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔ پ۲۹ ع۱ سورہ مزمل) چند آیات کے بعد ارشاد فرمایا ان ربك یعلم انك تقوم من ثلثی اللیل ونصفه ..... وطائفة من الذین معك۔ ان آیات میں قیام اللیل کی تاکید کی گئی ہے۔

سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہے وامر اھلك بالصلوٰۃ واصطبر علیھا یعنی اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور اس پر پابند ہو جا۔ سورہ اسراء پ۱۵ میں ہے اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل۔ نماز قائم کر سورج کے ڈھلنے کے وقت، رات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک) یہ تمام آیات مکہ میں ہجرت سے قبل نازل ہوئی تھیں۔ قرآن مجید میں سورۂ مائدہ (جس کا نزول ۶ھ میں ہوا تھا) کے سوا اور کسی مقام پر وضوء کا حکم نہیں ملتا۔

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ۱۷-۱۸ سال بغیر وضو کے نماز ادا کرتے رہے یا پھر ماننا پڑے گا کہ وحی خفی کے ذریعہ وضو کا حکم دیا گیا تھا۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی نضیر کے موقع پر یہودیوں کے نخلستان کے کاٹ دینے کا حکم دیا تھا۔ اس پر یہود نے اعتراض کیا تو قرآن مجید میں اس بارے میں وضاحت کی گئی۔ مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ یعنی جو تم کھجور کے درخت کاٹتے ہو یا ان کو چھوڑ دیتے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

یہاں قطع نخلستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے "اذن" سے قرار دیا ہے۔ حالاں کہ قرآن میں اس سے قبل قطع نخلستان کو کہیں بھی حکم موجود نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نخلستان کے بارے میں یہ پالیسی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اختیار کی تھی، جس کی طرف آپ کی رہنمائی وحی خفی کے ذریعہ کی گئی تھی۔

اسوہ حسنہ کے حجت ہونے پر قرآن کی محکم شہادتیں

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (پ۵ سورۂ نساء آیت ۵۹

اس آیت میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں۔

(الف) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے امر کا صیغہ اطیعوا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار بار دہرایا گیا ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے بجائے لفظ اطیعوا تیسری بار دہرانے کے صرف واوِ عاطفہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اندازِ بیان کا یہ فرق صاف واضح کر رہا ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو حاصل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دائمی اور غیر مشروط ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت عارضی اور مشروط ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اپنی جگہ پر کوئی امتیازی مستقل حیثیت نہیں رکھتی تو پھر لفظ اطیعوا کا دوبارہ لانا بے معنی ہو کر رہ جاتا۔

(ب) فان تنازعتم فی شیء

اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عوام اور اولی الامر یا عوام کے مختلف گروہوں یا افراد کے درمیان کسی معاملہ میں نزاع برپا ہو جائے تو فیصلہ کے لئے آخری سند (FINAL AUTHORITY) صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس آیت نے واضح کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا قرآنی مطالبہ ایک الگ جداگانہ درجہ رکھتا ہے اور اولی الامر کی اطاعت کی حیثیت دوسری ہے۔ رسول کی اطاعت کو یہ کہہ کر ختم نہیں کیا جا سکتا کہ رسول کی اطاعت کا مطالبہ صرف صاحبِ امر کی حیثیت سے کیا جا رہا ہے۔ اگر امر واقعہ یہی ہوتا تو قرآن کا اندازِ تخاطب یہ ہونا چاہئے تھا۔ اطیعوا اللہ واطیعوا اولی الامر منکم پھر رسول کو درمیان میں لانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

(ج) اللہ تعالیٰ تک ہم براہ راست نہیں پہنچ سکتے اس کی اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ اس کے کلام، قرآن حکیم کی اطاعت کی جائے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد براہِ راست آپ سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب اطاعت کی اس کے سوا اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ آپ کے ثابت شدہ اقوال

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وافعال کو زندگی کے تمام شعبوں میں رہنما مانا جائے۔ یہاں یہ کہنا بھی بے بنیاد ہے کہ اطاعت کا لفظ صرف زندوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ گذشتہ ہوئے انسانوں کی پیروی پر اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ قرآن یا مستند لغت عرب سے کہیں بھی اس قسم کی تحدید ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلے خطبے کے یہ الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ اس بارے میں کسی قسم کی زمانی حدبندی قطعاً غلط ہے۔ خلیفہ اوّل نے فرمایا اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہٗ (سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۷۳۔ طبری ج ۳ ص ۲۰۳) یہاں حضرت ابوبکر جیسے اہلِ زبان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت کر جانے کے بعد آپ کی پیروی کے لیے لفظ اطاعت استعمال کیا ہے۔

۲۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (پ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۱۵)

اس آیت میں "سبیل المومنین" کو ترک کر کے کسی دوسری راہ اختیار کرنے پر شدید وعید سنائی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ سنت کے بارے میں تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں "سبیل المومنین" کیا رہا ہے۔ خوارج اور معتزلہ میں سے چند افراد کے سوا تمام سلف و خلف اس بات پر متفق ہیں کہ سنت ماخذ شریعت اور فہم دین کے لئے ایک اہم ذریعہ ہے جسے کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ متفقہ عقیدہ امت میں اسی تواتر سے منقول ہوتا چلا آرہا ہے جس تواتر سے قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا شروع سے اب تک مشہور و معروف ہے۔ اس معاملہ میں چند منتشر افراد کی غوغا آرائی امت کے اس متفق علیہ عقیدے پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ ورنہ پھر خود قرآن کی قطعیت بھی مشتبہ ہو کر رہ جائے گی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہرستانی نے لکھا ہے کہ خوارج میں سے فرقہ عجاردہ (میمونیہ) سورۂ یوسف کے الہامی ہونے کا قائل نہ تھا۔ (الملل والنحل ۱۳۶) اب کیا اس شرذمہ قلیلہ کے اختلاف سے قرآن کے بارے میں امت کا اجماعی فیصلہ مخدوش ہو سکتا ہے ؟

۳۔ اطیعوا اللہ والرسول۔ (پ ۳ سورۂ آل عمران (۳۲)

یہاں اطاعتِ رسول کا اسی طرح مطالبہ کیا گیا ہے جس طرح آیت فآمنوا باللہ ورسولہ پ۲۷ الحدید) میں ایمان بالرسول پر زور دیا گیا ہے جس طرح ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول بھی لازمی ہے محض ایمان باللہ سے ایمان بالرسول کا مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے محض اللہ کی اطاعت۔ اطاعتِ رسول کے مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتی اس مفہوم کی آیات میں ترتیب کلام کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس سے اتنا فرق ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ (قرآن) کی اطاعت بہرحال رسول (سنت) کی اطاعت پر مقدم ہو گی۔

۴۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (پ۔ البقرہ ۱۲۹۔ پ۴ (۱۰۱) ترتیب کلام میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہی الفاظ آل عمران (۸) پ۲۸ سورۂ الجمعہ ۲ میں بھی ملتے ہیں۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اوصاف بیان کئے گئے ہیں (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب (۳) تعلیم حکمت (۴) تزکیہ۔ یہاں تلاوتِ آیات اور تعلیمِ کتاب دو جدا گانہ اوصاف ہیں، تلاوت کے معنی ہیں پڑھ دینا اور تعلیم کے معنی ہیں سکھانا معلم جب کسی کتاب کی تعلیم دیتا ہے تو اپنے الفاظ میں اس کی تشریح کرتا ہے اجمال کی گرہیں کھولتا ہے معنی کے ابہام و اشتراک کی صورت میں مصنف کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل مراد کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ اسے عملی نقشہ کھینچ کر سمجھانا پڑتا ہے یہ نہ ہو تو تعلیم کتاب کا اصل مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں اس منصب کے تمام تقاضے باحسن وجوہ پورے کر دکھائے۔ اس طرح سنت کا وہ ذخیرہ جو قرآنی اجمالات کی شرح کرتا ہے تعلیم کتاب کے ماتحت آجاتا ہے۔ مثلاً قرآن حکم دیتا ہے اقیموا الصلوٰۃ لیکن اس اجمال کی پوری تفصیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول و عمل سے پوری امت کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا وصف تعلیم حکمت بیان کیا گیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ قرآن بھی سراپا حکمت ہے۔ لیکن واؤ عطف کے ساتھ کتاب کے بعد الحکمۃ کا ذکر واضح کرتا ہے کہ یہاں قرآن کے علاوہ دوسری شے مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سوا اور کیا چیز حکمت قرار دی جاسکتی ہے۔ اس حکمت و دانائی کے اعلیٰ نمونے ہمیں آپ کے اجتہادی فیصلوں میں نظر آتے ہیں جو آپ نے قرآنی بصیرت کی بناء پر فرمائے ہیں۔ مثلاً قرآن میں ہے ان تجمعوا بین الاختین یعنی دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو بھی بیک وقت نکاح میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی علت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسلام صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے لیکن اس قسم کے رشتے قطع رحمی کا سبب بن جاتے ہیں۔

ممانعت کی یہ علت خود ساختہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ارشاد فرمائی ہے وَاِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِکَ فَقَدْ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَکُمْ (ابن حبان نیل الاوطار) الموافقات للشاطبی ج ۳ ص۱۹۲۔ اور جب تم یہ کرو گے تو اپنے رشتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاٹ ڈالو گے۔

توضیح مدعا کے لیے مزید مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ قرآن نے ایک واضح اصول کے ماتحت نواقضِ وضو کی ایک مختصر فہرست پیش کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اصول کی روشنی میں دُبر سے خارج شدہ ریح اور نیند کو بھی نواقضِ وضو میں سے شمار کیا ہے۔

۲۔ قرآن نے خمر کو حرام قرار دیا ہے۔ لفظ خمر سے بظاہر شراب کی اتنی ہی مقدار کی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نشہ آور ہو۔ لیکن حدیث نے واضح کر دیا تھا ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام یعنی جس مشروب کے دس قطرے نشہ آور ہوں اُس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

۳۔ قرآن نے میتۃ کو حرام ٹھہرایا ہے۔ بظاہر لفظ "میتۃ" مردار کی ہر نوع کو شامل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت میتہ کی اصل علت کو سامنے رکھتے ہوئے مردہ مچھلی اور ٹڈی کو حلال قرار دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلیم کتاب کے تحت سنت کا وہ ذخیرہ آجاتا ہے۔ جو قرآن کے کسی اجمال کی تشریح کرتا ہے اور تعلیم حکمت سے سنت کا وہ حصہ مراد ہے جو قرآنی اصول و کلیات کی روشنی میں کئے ہوئے آپ کے اجتہادی فیصلوں پر مشتمل ہے۔

چند شبہات کا ازالہ | ۱۔ ازواج رسول کو قرآن میں حکم دیا گیا ہے:۔

(۱) وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ (پ۲۲ الاحزاب ۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ حکمت قرآن میں شامل ہے ورنہ حدیثوں کی کون تلاوت کرتا ہے: یہاں اردو زبان کے محاورے میں تلاوت کا جو مفہوم ہے اُس سے مندرجہ بالا آیت پر چسپاں کر کے پُرفریب مغالطہ دینے کی سعی کی گئی ہے۔ عربی میں تلاوت کے معنی پڑھنے اور پیروی کرنے کے ہیں۔ لیکن اُردو میں تلاوت کا یہ لفظ قریباً

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہم معنی ہے۔ خود قرآن مجید میں تلاوت کا یہ لفظ غیر قرآن کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (پ۴ سورۃ آل عمران۔ آیت ۹۴)

(ب) وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ۔ ترجمہ۔ اور انہوں نے پیروی کی اس کی جو شیاطین حضرت سلیمان کے عہد میں پڑھا کرتے تھے۔ (پ۱۔ البقرہ۔ آیت ۱۰۱)

۲۔ قرآن میں ہے "ہم نے لقمان کو حکمت دی" کیا لقمان کو خاتم النبیین کی حدیثیں دی گئی ہیں؟"

یہاں پھر مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصل میں دعویٰ یہ نہیں ہے کہ لغت عرب میں حکمت کے معنی ہی سنت کے ہیں یا قرآن میں جہاں کہیں بھی حکمت کا لفظ آیا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مراد ہے۔ بلکہ استدلال یہ ہے کہ قرآن حکیم میں الکتاب (قرآن) کے ساتھ جہاں کہیں الحکمۃ کا ذکر ہے اس سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیوں کہ قرآن کے بعد اگر کسی چیز کو حکمت قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ سنت رسول ہی ہو سکتی ہے اس استدلال کو پوری تفصیل کے ساتھ امام شافعی نے اپنی بلند پایہ تصنیف کتاب الام ج ۷ میں بیان کیا ہے

(۳) وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (پ۱۴۔ النحل۔ ۴۴) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت (نعوذ باللہ) پوسٹ مین کی سی نہ تھی کہ الکتاب لائے اور امت کے حوالے کر کے رخصت ہو گئے بلکہ خود قرآن آپ کو منصب تبیین و تشریح عطا کرتا ہے۔ اب یہ الذکر (قرآن) کی تبیین آپ نے کس طرح فرمائی اس کی مختلف انواع ذیل کی تفصیل

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

۱۔ **قرآنی اجمال کی تفصیل** الف۔ مثلاً اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ رکعاتِ صلوٰۃ۔ آدابِ صلوٰۃ۔ اسی طرح شرح نصابِ زکوٰۃ اور اس قسم کے دوسرے متعلقہ اہم مسائل ہم کو حدیث میں ملتے ہیں۔

ب۔ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا۔ آیت میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم موجود ہے۔ مگر کتنا ہاتھ اور کتنی چوری پر، تو یہ سب تفصیلات کو حدیث میں ملتی ہیں۔

۲۔ **معنی مقصود کی تعیین** یعنی ایک لفظ جو قرآن میں استعمال ہوا ہے وہ لغوی لحاظ سے کئی معنی کا محتمل ہے یا ایک ہی معنی اپنے اندر بسیط وسعتیں رکھتا ہے لیکن سنت نے تعیین یا تحدید کر دی ہے مثلاً۔

الف۔ قرآن میں ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (پ سورہ انعام۔ ۸)

"جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا تو انہی لوگوں کے لئے امن ہے۔ اور یہ لوگ، راہ یاب ہیں"۔

روایات میں ہے کہ صحابہ نے اس آیت کو سن کر کہا تھا کہ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟ ہم میں سے کون ہے جو ظلم سے آلودہ نہ ہوا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پریشانی کو اس طرح دور فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے (بخاری) اس تفسیر کی تائید قرآن کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان) اگر اس پیغمبرانہ تفسیر کو نہ تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ ظلم کی ہر قسم کا ارتکاب ایک مسلمان کو امن اور نجات سے کلیتہً محروم کر دے گا۔ کیوں کہ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ میں انداز حصر اسی کا مقتضی ہے۔ حالاں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل صورتِ حال یوں نہیں ہے۔

(ب) وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ ۱۰۔ التوبہ۔ ۳۵)) کنز کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ لغوی لحاظ سے اس کی کوئی تخصیص نہیں ہے کہ وہ رقم تھوڑی ہو یا زیادہ۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا جس جمع شدہ رقم کی زکواۃ ادا کر دی جائے۔ وہ کنز شمار نہیں ہوگی۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الزکوٰۃ)

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان اللّٰہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب بھا ما بقی من اموالکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض نہیں کی مگر اس لیے کہ اس کے ذریعہ باقی ماندہ مال کو پاک کر دے (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)

۳۔ **واقعاتی پس منظر کی وضاحت** یعنی قرآن میں عہد نبوی کے مختلف واقعات ملتے ہیں۔ لیکن اندازِ بیان اتنا مختصر ہے کہ جب تک سنت کے ذریعے پورا پس منظر سامنے نہ آ جائے اصل واقعہ کے تمام خدوخال نمایاں نہیں ہو سکتے۔ مثلاً (الف) واذ یعدکم اللّٰہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللّٰہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکافرین ٥ (پ ۹ الانفال۔ ۷)

اس آیت میں غزوۂ بدر کی طرف اشارہ ہے لیکن اس بارے میں مفصل معلومات حدیث سے واضح ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا (پ ۱۱۔ التوبہ۔ ۱۱۸) عبس وتولی اور اس قسم کی دوسری آیات کو اس موقعہ پر پیش نظر رکھنا چاہئے۔

مثلاً (الف) قرآن میں ہے واحل لکم ما وراء ذالکم (پ ۵۔ سورۃ نساء۔ آیت ۲۴) لیکن یہ عورتیں کب حلال ہیں اس کی وضاحت اور اس باب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شرائط کی پوری تفصیل حدیث میں ملتی ہے۔

(ب) قرآن میں ہے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (پ۴ نساء۔ آیت ۱۱) "اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہے کہ مرد کے لئے دو عورتوں جیسا حصہ ہے"۔ یہاں اولاد کے وارث ہونے کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ حدیث میں وضاحت ہے کہ اختلافِ مذہب، اور قتل موانع ارث میں سے ہیں۔ یعنی کافر بیٹا اور باپ کا قاتل وارث نہیں ہو سکتا۔

(ج) قرآن میں ہے مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ تُوصُونَ بِهَا اَوْ دَیْنٍ (پ۴۔ نساء۔ ۱۱) "اس وصیت کے بعد جو تم کرتے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد" یہاں وصیت کے جواز کے لئے عام حکم ملتا ہے۔ لیکن حدیث میں ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت نہیں کی جا سکتی۔ کیوں کہ اس طرح اصل قریبی رشتہ داروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

(د) قرآن میں میتہ (مردار) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن حدیث میں اس حکم سے دو حیوانات کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے مچھلی اور ٹڈی۔

(ہ) قرآنی اصول و کلیات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادی فیصلے۔ مثلاً:-

قرآن آپ کا منصب بیان کرتا ہے یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پ۹۔ الاعراف ۱۵۷) یعنی پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال کرتا ہے اور خبیث و ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔

آپ، اس اصول کی روشنی میں گدھا۔ کتا، پھاڑنے والے جانور، پنجے دار پرندے حرام ٹھہراتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ ۲۸۔ سورہ حشر) "جو رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آجاؤ۔"

سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا نزول مالِ فئے کے بارے میں ہوا ہے لیکن ساتھ ہی الفاظ کے عموم سے جو ایک عام حکم اور کلی قاعدہ معلوم ہوتا ہے اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اس بناء پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس آیت کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے ایک عورت کو وشم سے منع کیا اور آیت مَا اٰتَاكُمُ الرسول پڑھتے ہوئے فرمایا "اس سے وشم (جسم گدوانے کی) بھی ممانعت ہو گئی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ الراشمات (صحیح بخاری پ ۲۸)

۷۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ ۵۔ سورۃ نساء۔ ۸۰) "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یطع الرسول سے قرآن کی اطاعت مراد نہیں ہے بلکہ سنت کی پیروی مراد ہے۔ کیوں کہ قرآن کی اطاعت کے بارے میں تو کسی کو شک ہی نہیں تھا کہ وہ اللہ کی اطاعت نہیں ہے۔ اگر کچھ وہم ہو سکتا تھا تو وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہو سکتا تھا کہ اس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہو گی یا نہیں۔ مندرجہ بالا آیت نے اس قسم کے وہم کی جڑ کاٹ دی ہے۔ اس آیت کا سا انداز حسب ذیل دو آیتوں میں بھی ملتا ہے:۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ ۹۔ الانفال ۔۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ نے نہیں (تیر) پھینکے جبکہ آپ نے پھینکے لیکن اللہ نے پھینکے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ (پ ۲۶۔ الفتح - ۱۰)
بلا شبہ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

آپ کا فعلِ رمی یا مسلمانوں کا آپ سے بیعت کرنا خدا کے حکم سے تھا اس لئے ان دونوں افعال کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ظاہر کیا گیا ہے اسی طرح رسول کی اطاعت بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔ اس لئے اسے بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔

۸۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ ۱۸ سورہ النور - ۶۳) یعنی رسول کی پکار کو آپس میں ایک دوسرے کی پکار کی طرح نہ قرار دو۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پ ۱۸۔ نور - ۶۳) بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے پناہ لیتے ہوئے کھسک جاتے ہیں، پس چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ جو اس (نبی) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ مبادا ان کو کوئی فتنہ دبوچ لے یا دردناک عذاب آگھیرے۔

اس آیت میں رسول کی دعوت (پکار) کو آپس میں ایک دوسرے کی پکار کے برابر قرار دینے سے روکا گیا ہے اب اگر رسول کی حیثیت صرف صاحبِ امر کی مان لی جائے تو پھر کدعاءِ بعضکم بعضاً کے کیا معنی ہوں گے کیوں کہ صاحبِ امر بھی تو امت ہی کا ایک فرد ہوتا ہے۔ اس سے واضح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ نبی کے ارشادات امت کے تمام افراد سے بالاتر ہیں۔ ہر امتی سے خطا ہو سکتی ہے۔ لیکن نبی اپنے قول و فعل میں خطا سے پاک ہوتا ہے اگر کبھی اس سے اجتہاد میں لغزش ہو بھی جاتی ہے تو فوراً وحی الٰہی اس کی رہنمائی کرتی ہے۔

۹۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (۳۶ سورہ احزاب۔ ۳۶)

"اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لئے اختیار کی گنجائش باقی رہ جائے۔"

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے فیصلے کو الگ الگ واؤ عطف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں کے مصداق بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یعنی قضاء اللہ سے قرآن اور قضاء الرسول سے سنت مراد ہے۔

۱۰۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (سورۃ النساء۔ ۶۱)

جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف تو آپ دیکھیں گے کہ منافقین کس طرح آپ سے اعراض کئے چلے جاتے ہیں۔"

اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ الی ما انزل اللہ و الی الرسول، پہلے لفظ سے مراد تو قرآن مجید ہے۔ اب الی الرسول کے کیا معنی ہیں۔ کیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سوا بھی کچھ مراد لیا جا سکتا ہے قرآن مجید میں اس قسم کی بیسیوں آیات ہیں۔ آخر کہاں کہاں واؤ عاطفہ کو واؤ تفسیر یہ قرار دے کر اطاعت رسول کو اطاعت قرآن ہی ٹھہرایا جائے گا کہیں کہیں بجائے الرسول سے مرکز ملت مراد لے کر رسول کی امتیازی حیثیت کو ختم کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ جب حقیقی معنیٰ بنتے ہوں تو مجازی اور بناوٹی معنیٰ پر اصرار کرنا آخر کونسی زباندانی ہے۔ مجازی معنی کے لئے بھی قرائن کی ضرورت ہوتی ہے یوں ہی حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کے معنیٰ اختیار نہیں کئے جا سکتے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

خبر واحد کی حجیت (۱)

(۱) اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (پ ۲۶ الحجرات) اس آیت میں فاسق کی خبر کے بارے میں چھان بین کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر راوی (خبر دینے والا) ثقہ ہو تو اس کی خبر قابل اعتماد ہو گی اسی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے محدثین نے رواۃ حدیث کی امکانی حد تک خوب تحقیق کی اور اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن مدون کر ڈالا۔

۲۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ ۱۱ سورۃ التوبہ ۱۲۲)

عربی زبان میں طائفہ کا اطلاق فرد اور گروہ دونوں کے لئے آتا ہے وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۸ سورۃ نور ۲) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں الواحد فما فوقہ (المختار من الصحاح) اسی طرح ان طائفتان من المومنین اقتتلوا (پ ۲۶ الحجرات) میں طائفتان سے فرد اور طائفہ دونوں مراد ہیں۔ اس وضاحت کی بناء پر مذکورہ بالا آیت اس بارے میں صریح طور پر ناطق ہے کہ دینی معاملا

---

(۱) محدثین کی اصطلاح میں حدیث متواتر کے علاوہ تمام روایات کو خبر واحد ہی شمار کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے مختلف اقسام عزیز، غریب، مشہور قوت و یقین کے اعتبار سے الگ الگ مدارج رکھتے ہیں۔ خبر متواتر وہ ہے جس کے راوی ہر دور میں اتنے ہوں کہ عادۃً ان کا اتفاق کذب پر محال سمجھا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک فرد یا دو تین افراد کی خبر یا روایت قابل اعتماد ہوگی۔

۳۔ وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ (پ۲۰۔ القصص ۲۰) ایک شخص کے خبر دینے سے حضرت موسیٰ گھر چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

۴۔ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا (پ۲۰ قصص ۲۵) "حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی نے حضرت موسیٰ سے کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کو پانی پلانے کی مزدوری ادا کر دیں"۔

دینی معاملات ہوں یا دنیاوی کاروبار، خبر واحد پہ اعتماد کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ہاں اگر کہیں شک کی صورت ہو تو دوسرے قرائن کو بھی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ محدثین نے اصول روایت میں اس پہلو کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

۵۔ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ (پ۲۸ سورۃ طلاق۔۲)

قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر عادل شاہدوں کی گواہی کو قابل اعتماد ٹھہرایا ہے۔ اگرچہ شہادت اور روایت میں بہ وجوہ یکسانیت نہیں ہے تاہم اس حکم سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اہم معاملات کے بارے میں محض دو عادل گواہوں کی شہادت پر قاضی فیصلہ دے سکتا ہے اسی طرح انہی صفات سے متصف عادل راویوں کی روایت کیوں نہ قبول ہوگی (۱)

(۱) یہاں یہ بات بھی واضح رہے ایک مسلمان کی جان و مال کی حرمت قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ قطعیت اس شکل (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

آیات متعلقہ انکار حدیث کی صحیح تاویل (۳) | تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (الاعراف ۱۴۰)
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (نحل ۸۹) کہا جاتا ہے کہ جب قرآن کا خود اعلان ہے کہ ہر مسئلہ کی تفصیل اس میں موجود ہے تو پھر قرآن سے باہر جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ان آیات کا صحیح مطلب یہ ہے کہ قرآن نے دین کے بنیادی اصول اور مہمات شریعت کو بغیر کسی پیچ کے پوری وضاحت و تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ اشتباہ و ابہام کا شائبہ تک باقی نہیں رہا ہے۔

یہاں لفظ "کل" حقیقی استغراق (ایسا عموم جو تمام افراد کو شامل ہو) کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ کل ایسا ہی ہے جیسا مندرجہ ذیل آیات میں ہے:۔

(الف) ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ (۱۴ نحل ۔ ۶۹) پھر تو کھا ہر قسم کے پھلوں میں سے
(ب) وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ (الحج ۔ ۱۷) ترجمہ:۔ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، لوگ تمہارے پاس پیدل اور ہر

میں باقی نہیں رہتی جبکہ عدالت میں دو گواہوں کے ذریعے اس کا قاتل ہونا ثابت کر دیا جائے، ظاہر ہے کہ دو گواہوں کی شہادت ظن اور گمان غالب سے آگے نہیں بڑھ سکتی، غور کیا جائے کیا یہاں ایک قطعی الثبوت حکم کی تخصیص ظنی الثبوت معاملہ کے ذریعہ نہیں کی جارہی ہے؟

(۲) اس تحریر میں کوشش کی گئی ہے کہ ان آیات کا صحیح مفہوم واضح کیا جائے جن کو منکرین حدیث عام طور پر غلط معنی پہنا کر حدیث سے بے اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح دو فائدے حاصل ہوں گے (۱) قرآن کے بعض متعلقات کی صحیح تاویل و تشریح قارئین کرام کے سامنے آجائے گی (۲) منکرین حدیث کی علمی صلاحیت و دیانت کی حقیقت بھی بے نقاب ہو جائے گی کہ کس طرح انہوں نے خدمت قرآن کے پردے میں حقائق قرآنی کو توڑا موڑا ہے اور اپنے مقاصد کی خاطر آیات کا معنوی تحریف سے باز نہیں آتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ پر سوار ہو کر پہونچیں گے۔

(ج) وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (نمل ۲۳۔ پ۱۹) اسے دنیا کی ہر چیز دی گئی تھی۔

ظاہر ہے کہ یہاں تمام قسم کے پھل، اونٹوں کے تمام افراد اور ہر قسم کی تمام چیزیں مراد نہیں ہیں۔ آخری آیت وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ پر مزید غور کر لیا جائے یہاں ملکہ سبا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسے ہر قسم کی چیزوں میں سے عطا کیا گیا تھا۔ یعنی امور سلطنت سے متعلق تمام بنیادی لوازمات اس کے پاس موجود تھے۔

یہ لفظ کل اس موقع پر استعمال ہو رہا ہے جبکہ سلیمان علیہ السلام کے پاس لوازمات حکومت و مملکت ملکہ سباء سے کہیں زیادہ تھے۔

باقی رہا یہ دعویٰ کہ قرآن تمام اصول و فروع اور کلیات و جزئیات کو تفصیلاً بیان کرتا ہے تو یہ ایسی خام خیالی ہے کہ جو حقیقت اور مشاہدے کے یکسر خلاف ہے۔ قرآن نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے کہ ان سے متعلق مسائل تفصیلاً تو کجا اجمالاً بھی قرآن میں نہیں ملتے۔ عقلاً بھی یہ درست نہیں ہے کہ قرآن ہر قسم کی تفصیلات پر مشتمل ہوتا۔ پھر تو اس کی یہ خوبی بھی بیان نہ کی جا سکتی۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (عنکبوت۔ ۴۹) "بلکہ وہ روشن نشانیاں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جو علم کی نعمت سے نوازے گئے ہیں"۔

۲۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ (انعام ۳۸) "ہم نے کتاب میں کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا ہے۔"

صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پوری آیت کو سامنے رکھا جائے۔

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتَابِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ۔" زمین میں کوئی جانور نہیں ہے اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہو مگر یہ کہ وہ تمہاری طرح امتیں ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

سیاق وسباق تبلا رہا ہے کہ یہاں الکتاب سے مراد علم الٰہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔

وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔" اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ ہے زمین کی تاریکیوں میں اور نہ کوئی تر چیز ہے اور نہ خشک مگر یہ کہ وہ کتاب مبین میں موجود ہے۔

نیز ملاحظہ ہو سورۃ سباء آیت ۳)

بالغرض اگر یہاں الکتاب سے قرآن ہی مراد لیا جائے تب بھی اس سے سنت کا انکار لازم نہیں آتا۔ اس کا مطلب وہی ہوگا جو تبیاناً لکل شیئٍ کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (پ۲۰ عنکبوت)

اس آیت کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ جب قرآن ہمارے لیے کافی ہے اور سراپا رحمت ونصیحت ہے تو پھر سنت وحدیث کے سہارے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں بھی ہوشیاری کے ساتھ آیت کو اصل سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ یہ استدلال لا تقربوا الصلوٰۃ سے کم مضحکہ خیز نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے کی آیت میں مشرکین مکہ کے اس مطالبہ کو نقل کیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نشانیاں کیوں نہیں دکھلاتے۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ۔ "انہوں (مشرکین مکہ) نے کہا اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوتیں۔ کہہ دیجئے نشانیاں اللہ کے اختیار میں ہیں، میں بس صرف کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں۔"

اس کے بعد فرمایا أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ یعنی یہ مشرکین (حسی) نشانیاں کیوں طلب کرتے ہیں۔ ان کے پاس تو سب سے بڑی نشانی اللہ کی کتاب آ چکی ہے کیا وہ کافی نہیں ہے۔ اس روشن اور عظیم ترین معجزے کے ہوتے ہوئے جو کہ سراپا رحمت و نصیحت ہے دوسرا معجزہ طلب کرنا بے عقلی نہیں تو اور کیا ہے۔ سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں سنت و حدیث سے کوئی بحث نہیں ہے۔ اصل مقصود تو مشرکین کے مطالبہ کا جواب دینا ہے۔

۲۔ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (۶/۲۰)۔
"اور میری طرف یہ قرآن اتارا گیا ہے تاکہ میں تم کو اس کے ذریعے سے آگاہ کر دوں اور ان کو بھی جن تک یہ پہنچے۔"

دوسری جگہ ہے:۔
قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ (۲۱/۴۵) کہہ دے کہ میں تم کو وحی کے ذریعے سے آگاہ کرتا ہوں۔"

ان آیات کی تشریح میں حافظ اسلم صاحب جیراج پوری لکھتے ہیں۔[۱]

---

[۱] رسالہ علم حدیث ص۳۴ شائع کردہ طلوع اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصر ہے کہ سرمایۂ انذار صرف قرآن ہے اور وہی لوگوں کے آگاہ کرنے کے لئے وحی کیا گیا ہے۔ اسی کو آنحضرت نے لکھوایا اور لوگوں کو یاد کرایا۔"

یہاں بڑی ہوشیاری سے دونوں آیات کے مطالب کو خلط ملط کر کے یہ معنی لئے گئے ہیں کہ سرمایہ انذار صرف قرآن ہے۔ پہلی آیت میں بغیر کسی حصر کے یہ کہا گیا ہے کہ میری طرف قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے میں تم کو اور جن کو یہ آواز پہنچے ڈرا دوں۔ اس آیت میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ قرآن کے علاوہ آپ پر کوئی دوسری وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ ہاں دوسری آیت میں حصر کا لفظ اِنَّمَا موجود ہے۔ لیکن وہاں قرآن کے بجائے وحی کا لفظ ہے۔ جو سلف سے خلف تک پوری امت مسلمہ کے نزدیک سنت کو بھی شامل ہے۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ بغیر کسی مغالطہ آمیزی کے کیا قرآن میں کوئی ایسی آیت دکھائی جا سکتی ہے۔ جو واضح طور پر یہ بتلائے کہ وحی کے طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سوائے قرآن کے اور کوئی چیز نازل نہیں ہوئی!

قرآن میں معنوی تحریف مذکورۂ بالا تفصیلات کے بارے میں تو کسی حد تک یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ کسی غلط فہمی کی بناء پر ان آیات سے سنت کے خلاف استدلال کیا گیا ہو۔ لیکن مندرجہ ذیل استدلال تو قرآنی تحریف اور حدیث دشمنی کا کھلا ہوا شاہکار ہے۔ اس طرزِ عمل کو سامنے رکھتے ہوئے تو باور نہیں کیا جا سکتا کہ سنت کی مخالفت دیا نتدارانہ طور پر محض غلط فہمی کی بنا پر کی جا رہی ہے۔

(۵) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورۂ لقمان) اس آیت کا ترجمہ حافظ اسلم صاحب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلم سے اس طرح شائع ہوتا ہے :۔

"اور لوگوں میں سے وہ ہیں جو حدیث کے مشغلہ کے خریدار ہوتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں"۔

(علم حدیث ص۔ مقام حدیث ج ا ص۱۵۶)

حدیث کے معنی عربی زبان میں بات کے ہیں اس لغوی معنی کے اعتبار سے حدیث کا لفظ خدا کی بات، رسول کی بات، صحابہ اور عام مسلمانوں کی بات، بلکہ کافروں کی بات اور شیطان کی بات پر بھی بولا جا سکتا ہے۔

(الف) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا۔ "اللہ نے ملتے جلتے مضامین والی بہترین حدیث نازل فرمائی ہے"۔ یہاں قرآن کو احسن الحدیث کہا گیا ہے۔

(ب) وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا (پ۲۸ سورۂ تحریم) اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی کو حدیث سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(ج) وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ (پ۲۲۔ الاحزاب) "اور نہ مشغول ہوتے ہوئے باتوں میں"

یہاں صحابہ اور عام مسلمانوں کی گفتگو پر لفظ حدیث کا اطلاق کیا گیا ہے۔

(د) حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ یعنی کافر مشرک اگر اپنی مجالس میں اسلام کا مذاق اڑاتے ہوں تو ان کی ہم نشینی سے اجتناب کیا جائے الا یہ کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں، اس موقع پر اعداءِ اسلام اور کفار و مشرکین کی گفتگو پر حدیث کا لفظ بولا گیا ہے۔

(ہ) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ یہاں آن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام شیطانی باتوں اور ہتھکنڈوں کو لہو الحدیث قرار دیا گیا ہے جن سے انسان خدا سے غافل ہو کر انسانیت کے لئے گمراہی اور فساد کا باعث بن جاتا ہے۔

اس آیت کو حدیث کے اس اصطلاحی معنیٰ سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے جو محدثین اور فقہاء کے توسط سے امت میں شروع سے منقول ہوتا چلا آیا ہے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ سورۂ لقمان مکی سورتوں میں سے ہے، مکی دور میں مسلمان مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے ان کو حدیث تو کجا قرآن کی کتابت و ترتیب کا موقع بھی بسہولت فراہم نہ ہوتا تھا۔ ان حالات میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مکی زندگی کے پُرآشوب زمانہ میں مسلمان حدیث کے مجموعے یا "مشغلے" خریدتے پھرتے تھے یحرّفون الکلم عن مواضعہ کی اس سے بدترین مثال اور کیا ہوگی۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ :-

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (سورۂ نساء)

"ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ حدیث (بات) کو سمجھ نہیں پاتے۔"

ایک عام مغالطہ

منکرین سنت کی طرف سے یہ سوال بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ اگر دین میں سنت کی کوئی اہمیت ہوتی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں سنت کی تمام تفصیلات کتابی شکل میں مرتب کروا کر امت کے ہاتھوں میں دے جاتے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ آخر قرآن کی کون سی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز دین میں حجت ہو اس کا کتابی شکل میں ہونا بھی ضروری ہے یہ تو اسی قسم کا مطالبہ یا مغالطہ ہے جو قرآن کے مقابلے میں قریش مکہ کی طرف سے پیش

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے :۔

اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)

یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر یقین نہیں کریں گے تا وقتیکہ تو ہم پر ایسی کتاب اتار کر نہ لائے جسے خود ہم پڑھ سکیں۔

اسی طرح اہل کتاب نے مطالبہ کیا تھا :۔

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ

اہل کتاب سوال کرتے ہیں کہ آپ آسمان سے کتاب اتار کر لائیں۔

یعنی جب تک قرآن کتابی شکل میں لکھا لکھایا ان کے سامنے نہ آجائے وہ ایمان لانے کے لئے تیار نہ تھے۔ قرآن پاک نے ان کے اس مطالبے کے جواب میں کہا :

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (سورہ انعام پ۷)

اور اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی لکھائی کتاب بھی نازل کر دیتے پس کو وہ اپنے ہاتھوں سے مس بھی کر لیتے تب بھی یہ لوگ کہتے کہ نہیں ہے یہ مگر کھلا ہوا جادو۔

قرآن نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے کے بجائے قرآنی عظمت کی یہ نشانی قرار دی کہ وہ اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے ۔ بَلْ هُوَ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (سورہ عنکبوت پ۲۱) ٹھیک اسی طرح سنت کے ذخائر بھی شروع شروع سینوں میں محفوظ رہے اور پھر آہستہ آہستہ سفینوں میں منتقل ہوتے چلے گئے۔

یہ ایک حقیقت ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی میں سنت کا بہت بڑا ذخیرہ قلم بند کر لیا گیا تھا۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ سنت نام ہے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول۔ فعل اور تقریر کا۔ اور آپؐ کے قول فعل اور تقریر کا سلسلہ آپؐ کی زندگی کے آخری سانس تک جاری رہا۔ تو یہ کیسے ممکن تھا کہ سنت کا سارا ذخیرہ آپؐ کی زندگی ہی میں کتابی شکل میں مدون ہو جاتا پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سنت رسولؐ کے حافظ عہد نبوی میں ہی مختلف علاقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔

(تدوین سنت کے بارے میں مستند تفصیلات مقدمہ انتخاب حدیث" سے معلوم کی جا سکتی ہیں)

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

ہفت روزہ

منفرد و ممتاز حیثیت کا حامل دینی مجلہ
جس کی ہر سطر اظہار و اشاعت حق کیلئے موقف ہے

لاسلپور

زیر ادارت
مولانا عبدالرحیم اشرف

المنبر

آپ صرف چار روپے زر تبادلہ ارسال کر کے سال بھر کیلئے المنبر کے خریدار بن سکتے ہیں

بھارت میں ترسیل زر کا پتہ
مینیجر ماہنامہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ (بھارت)

ہفت روزہ المنبر بکس ۱۰۱ لائلپور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضروری اعلان

جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں تین چار سال سے کالجوں کے طلبا اور کاروباری نوجوانوں کیلئے روزانہ نمازِ مغرب کے بعد عربی زبان اور دینی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ دین پسند افراد اس درگاہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں واضح رہے کہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب درس قرآن اور ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو کسی اہم دینی موضوع پر تقریر یا مقالہ پیش کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ ہر اتوار کو بعد نماز مغرب درس حدیث بھی ہوتا ہے استفادہ کرنے والے حضرات اس جگہ رجوع فرمائیں

www.KitaboSunnat.com

جامعہ تعلیمات اسلامیہ

۵ جناح کالونی لائل پور